

عصر حاضر کا نظام تعلیم اور خواتین کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی  
مطالعہ

**A Research Study of the Contemporary Educational System and  
the Issue of Women's Education and Training in the Light of  
Islamic Teachings**

**Aziz Fatima**

M.Phil Scholar

Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan

[azizfatima7372@gmail.com](mailto:azizfatima7372@gmail.com)

**Liqat Ali**

M.Phil Scholar

Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan

[liaqatkalyar4@gmail.com](mailto:liaqatkalyar4@gmail.com)

**Dr Wajid Ali**

Assistant Professor

Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore, Pakistan.

[wajidasadi@gmail.com](mailto:wajidasadi@gmail.com)

**Abstract**

Education is central to shaping societies, and Islam places equal emphasis on the pursuit of knowledge for both men and women. In Muslim societies, however, the modern education system has been shaped largely by Western paradigms, creating a disconnect between contemporary practices and Islamic values. This research critically examines the challenges of women's education and character formation within this context, while proposing solutions grounded in Islamic teachings. The study explores the historical development of the modern education system and evaluates its compatibility with the Islamic worldview. It highlights the structural and moral challenges faced by Muslim women—such as curriculum content, institutional culture, and the lack of integration between academic learning and spiritual training. Drawing upon the Qur'an, Hadith, classical jurisprudence, and contemporary scholarship, the research emphasizes Islam's vision of women's education as both a right and a pillar of social reform. Using qualitative analysis of Islamic sources, literature, and policy documents (with a focus on Pakistan), the study proposes a holistic educational model that combines academic excellence with moral and spiritual development.

**Keywords:** Education, Muslim Societies, Islamic Jurisprudence, Educational Policy, Muslim Women, Modern Age

## تعارف تحقیق

عورت اور تعلیم کا تعلق انسانی معاشرے کی تشکیل اور ارتقا میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت چونکہ خاندان کی اولین معلمہ اور آئندہ نسلوں کی فکری و اخلاقی تربیت کا مرکز ہوتی ہے، اس لیے اس کی تعلیم و تربیت کے اثرات فرد سے آگے بڑھ کر پورے معاشرے تک پھیلتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی فکری پختگی، اخلاقی استحکام اور تہذیبی بقا میں عورت کے تعلیمی شعور کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم یافتہ عورت نہ صرف اپنی ذاتی صلاحیتوں کو نکھارتی ہے بلکہ اپنے گھر، خاندان اور سماج میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسی تناظر میں عورت کی تعلیم کو محض ذاتی فائدے یا معاشی ضرورت تک محدود کرنا درست نہیں، بلکہ اسے معاشرتی ترقی اور نسلوں کی تعمیر کا بنیادی وسیلہ سمجھنا چاہیے۔

اسلام نے تعلیم کو انسانی فلاح کا بنیادی ستون قرار دیا ہے اور علم کے حصول کو مرد و عورت دونوں کے لیے لازم ٹھہرایا ہے۔ قرآن کریم کی اولین وحی کا تعلق علم سے ہے، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام میں تعلیم کا مقصد صرف دنیاوی ترقی نہیں بلکہ انسان کی فکری، اخلاقی اور روحانی تعمیر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے علم کے حصول کو ہر مسلمان پر فرض قرار دے کر اس کے دائرہ کار کو عمومی بنادیا، جس میں عورت اور مرد کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ اسلامی تاریخ میں خواتین کی علمی خدمات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام نے عورت کو علم، فہم اور تدریس کے میدان میں فعال کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کیے۔

عورت کی تعلیم کا ایک نہایت اہم پہلو نسل نو کی تربیت ہے۔ ماں بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے اور اس کی فکری و اخلاقی سطح بچے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ اور باشعور ہو تو وہ اپنی اولاد میں دینی شعور، اخلاقی اقدار اور سماجی ذمہ داری کا احساس پیدا کر سکتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر عورت کی تعلیم کو نظر انداز کیا جائے تو اس کے منفی اثرات آنے والی نسلوں میں بھی منتقل ہوتے ہیں۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں عورت کے تعلیمی کردار کو خاندان اور معاشرے کی اصلاح سے جوڑا گیا ہے۔ عصر حاضر میں خواتین کی تعلیم میں بظاہر نمایاں ترقی دیکھنے میں آرہی ہے، تاہم موجودہ تعلیمی نظام کئی فکری اور اخلاقی مسائل سے دوچار ہے۔ جدید تعلیم زیادہ تر مادی تصورات اور مغربی افکار پر استوار ہے، جہاں تعلیم کا مقصد معاشی ترقی اور پیشہ ورانہ کامیابی تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اس صورت حال میں دینی اور اخلاقی اقدار کو اکثر ثانوی حیثیت دی جاتی ہے، جس کے

نتیجے میں تعلیم اپنی اصل روح سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ خواتین کی تعلیم کے حوالے سے یہ مسئلہ مزید حساس ہو جاتا ہے، کیونکہ عورت کی فکری تشکیل براہ راست نسلوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اسلام ایک ایسے متوازن تعلیمی نظام کا تصور پیش کرتا ہے جس میں دین اور دنیا کے تقاضے باہم ہم آہنگ ہوں۔ اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کا مقصد صرف معاشی خود مختاری نہیں بلکہ کردار سازی، اخلاقی پختگی اور روحانی بالیدگی ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کو اسی متوازن تصور کے تحت ترتیب دینا ناگزیر ہے تاکہ عورت ایک طرف علمی، سماجی اور معاشی میدان میں مثبت کردار ادا کر سکے اور دوسری طرف اپنے خاندانی اور اخلاقی فرائض بھی احسن انداز میں انجام دے سکے۔ زیر نظر تحقیق اسی تناظر میں عصر حاضر کے تعلیمی نظام اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لینے کی ایک علمی کوشش ہے۔

### عورت اور تعلیم کا تعلق:

عورت اور تعلیم کا تعلق انسانی معاشرے کی بنیاد سے جڑا ہوا ہے۔ عورت چونکہ خاندان کی محور اور آئندہ نسلوں کی اولین معلمہ ہے، اس لیے اس کی تعلیم کا اثر صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے گھرانے، معاشرے اور قوم پر مرتب ہوتا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت اپنی شخصیت کو بہتر بناتی ہے اور ساتھ ہی اپنے خاندان اور بچوں کی شخصیت کو بھی سنوارتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ ایک مرد کو تعلیم دیتے ہیں تو آپ ایک فرد کو تعلیم دیتے ہیں، لیکن اگر آپ ایک عورت کو تعلیم دیتے ہیں تو آپ پورے خاندان اور آئندہ نسلوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اس حقیقت کی روشنی میں عورت اور تعلیم کا رشتہ محض ذاتی فائدے کا نہیں بلکہ معاشرتی ترقی اور تہذیبی بقا کا ضامن ہے۔

### اسلام میں عورت کی تعلیم کی اہمیت:

اسلام عورت کی تعلیم کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں تعلیم کو مرد اور عورت دونوں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔" (ابن ماجہ) یہ حدیث تعلیم کی عالمگیر ضرورت کو واضح کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ اسلام میں عورت اور مرد کے مابین تعلیم کے حق میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ اسلامی تاریخ میں خواتین نے علم کے مختلف میدانوں میں غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کوا مت مسلمہ میں علمی مقام حاصل ہے، ان سے ہزاروں احادیث مروی ہیں اور کئی بڑے صحابہ کرام نے ان سے مسائل دین میں رہنمائی

حاصل کی۔ اس کے علاوہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ جیسے نام اس بات کی دلیل ہیں کہ عورت اسلام کی ابتدائی صدیوں ہی میں تعلیم اور تدریس کے میدان میں فعال کردار ادا کرتی رہی ہے۔

### عورت کی تعلیم اور نسل نو کی تربیت:

عورت کی تعلیم کا تعلق براہ راست نسل نو کی تربیت سے ہے۔ ماں بچے کی پہلی در سگاہ ہوتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ ماں اپنے بچوں کو بہتر انداز میں نہ صرف دنیاوی علوم سکھا سکتی ہے بلکہ ان میں دینی شعور اور اخلاقی اقدار بھی پیدا کر سکتی ہے۔ اگر ماں تعلیم یافتہ نہ ہو تو بچے کی شخصیت ادھوری اور نامکمل رہ جاتی ہے کیونکہ بچپن ہی سے جو تربیت انسان کی فطرت میں راسخ کی جاتی ہے وہی اس کے مستقبل کا تعین کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں ماں کے کردار کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ "ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔"<sup>1</sup> تعلیم یافتہ مائیں اپنی اولاد کو دین و دنیا کے توازن کے ساتھ پروان چڑھاتی ہیں جس کا اثر معاشرتی ترقی پر بھی پڑتا ہے۔

### عورت کی تعلیم اور معاشرتی پہلو:

سماجی نقطہ نظر سے بھی عورت کی تعلیم نہایت ضروری ہے۔ جب عورت باشعور ہوتی ہے تو وہ معاشرتی برائیوں کو پہچان کر ان کے خاتمے میں کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین اپنی بیٹیوں اور بیٹوں کو یکساں اہمیت کے ساتھ تربیت فراہم کرتی ہیں اور انہیں ایک بہتر شہری بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ تعلیم یافتہ عورت معاشی طور پر بھی خود مختار بن سکتی ہے۔ آج کے دور میں خواتین ڈاکٹر، انجینئر، استاد، محقق اور مختلف پیشوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اگر عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوتیں تو معاشرے کے یہ بڑے شعبے محروم رہ جاتے۔ تاہم اسلام عورت کی تعلیم اور ملازمت دونوں کو اس کے گھریلو فرائض اور عفت و عصمت کے ساتھ مشروط کرتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تعلیم عورت کو صرف دنیاوی مقابلے کا حصہ نہ بنائے بلکہ اسے ایک صالح اور نیک معاشرے کی تشکیل میں کردار ادا کرنے کے قابل بھی بنائے۔<sup>2</sup>

1. محمد اقبال، "تعلیم نسواں اور نئی نسل"، (مقتالات اقبال) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۲۴

2. یوسف القرضاوی، اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، ترجمہ: محمد اقبال کیلانی (لاہور: المکتبۃ التعاونیہ للدراسۃ و النشر، ۲۰۰۵ء)، ص: ۱۳۴-۱۴۰

### عصر حاضر میں چیلنجز:

عصر حاضر میں عورت کی تعلیم کئی چیلنجز سے دوچار ہے۔ ایک طرف بعض معاشرے ایسے ہیں جہاں عورت کی تعلیم کو غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور دوسری طرف بعض جگہ ایسا تعلیمی نظام رائج ہے جو اسلامی اقدار اور عورت کی فطری حیثیت سے ہم آہنگ نہیں۔ مغربی اثرات نے عورت کو محض معاشی دوڑ کا حصہ بنا دیا ہے اور اس کے اصل مقصد یعنی نسلوں کی تربیت اور گھریلو ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یہ رویہ نہ صرف عورت کی شخصیت کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ خاندان اور معاشرے کے استحکام کو بھی کمزور کرتا ہے۔ اسلام ایک متوازن نظام تعلیم کا حامی ہے جو عورت کو معاشرتی کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اچھی ماں، اچھی بیوی اور اچھی بیٹی بنانے پر بھی زور دیتا ہے۔  
تعلیم اور امن و اخلاقی اقدار:-

خواتین کی تعلیم کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ یہ معاشرے میں امن اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیتی ہے۔ ایک باشعور عورت اپنے گھر کو امن و سکون کا گہوارہ بناتی ہے اور اپنے بچوں کو ایسا ماحول فراہم کرتی ہے جو معاشرتی برائیوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے عورت کو اپنے حقوق اور فرائض کا شعور حاصل ہوتا ہے، وہ اپنی زندگی میں بہتر فیصلے کر سکتی ہے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کر سکتی ہے۔ اس طرح عورت کی تعلیم محض انفرادی ترقی نہیں بلکہ اجتماعی بھلائی کا ذریعہ بھی ہے۔  
عورت اور تعلیم کا باہمی تعلق:

عورت اور تعلیم کا باہمی تعلق معاشرتی ترقی، دینی و اخلاقی اقدار کے فروغ اور آئندہ نسلوں کی تعمیر سے براہ راست جڑا ہوا ہے۔ تعلیم یافتہ عورت اپنے گھر کو سنوارتی ہے، اپنی اولاد کو بہترین تربیت دیتی ہے اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ اسلام نے عورت کی تعلیم کو مرد کے برابر قرار دیا ہے اور اسے معاشرتی ترقی کی کنجی سمجھا ہے۔ عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کو ایسا تعلیمی ماحول فراہم کیا جائے جو دینی اقدار اور دنیاوی تقاضوں میں توازن قائم رکھے تاکہ عورتیں ایک طرف اپنی گھریلو اور اخلاقی ذمہ داریاں بخوبی نبھاسکیں اور دوسری طرف معاشرے میں علمی، معاشی اور سماجی خدمات انجام دے سکیں۔<sup>3</sup>

### جدید دور اور تعلیمی ترقی:

<sup>3</sup>۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ — خطبات بہاولپور، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۲۱

جدید دور میں تعلیم نے بے پناہ ترقی کی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ نے علم کے ایسے نئے دروازے کھول دیے ہیں جن کا تصور صدیوں پہلے ممکن نہ تھا۔ کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور مصنوعی ذہانت جیسے شعبہ جات نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ آج علم تک رسائی محض چند کتابوں یا اساتذہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر فرد اپنے گھر بیٹھے آن لائن لیکچرز، ای بکس، ورچوئل کلاس رومز اور ویڈیو کا نفرنسنگ کے ذریعے دنیا کے کسی بھی کونے سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ اس تیز رفتار ترقی کے دور میں خواتین بھی پیچھے نہیں رہیں۔ ایک بڑی تعداد اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جا رہی ہے اور مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔ یہ بلاشبہ ایک خوش آئند تبدیلی ہے کہ خواتین کو معاشرتی ترقی اور معاشی خود مختاری کے وہ مواقع میسر آرہے ہیں جن سے وہ اپنی زندگی بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ معاشرے کی تعمیر میں بھی حصہ ڈال رہی ہیں۔

### خواتین کی تعلیم کے مثبت اثرات:

خواتین کی تعلیم کے اس وسیع دائرہ کار کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ماضی اور حال کا تقابلی جائزہ لیں۔ ماضی کے ادوار میں خواتین کی تعلیم پر بہت زیادہ قد غنیں تھیں اور انہیں عموماً گھریلو محدود رکھا جاتا تھا۔ تاہم موجودہ دور میں حالات بدل گئے ہیں اور خواتین اب مردوں کے شانہ بشانہ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ یہ تبدیلی اس بات کی دلیل ہے کہ معاشرہ تعلیم کی اہمیت کو زیادہ شدت سے محسوس کرنے لگا ہے اور یہ سمجھ چکا ہے کہ خواتین کی تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ جب خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں تو وہ صرف گھریلو امور تک محدود نہیں رہتیں بلکہ ملک کی معیشت، سیاست، صحت، انجینئرنگ اور دیگر پیشوں میں بھی خدمات انجام دیتی ہیں۔ اس طرح ایک تعلیم یافتہ عورت پورے معاشرے کی ترقی اور فلاح و بہبود میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

### ٹیکنالوجی کا خواتین کی تعلیم پر اثر:

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی نے خواتین کے لیے تعلیمی میدان میں بے شمار آسانیاں فراہم کی ہیں۔ انٹرنیٹ کی دنیا میں خواتین گھر بیٹھے بھی علم کے خزانے تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں۔ ای لرننگ اور آن لائن کلاسز نے ان خواتین کے لیے تعلیم کے نئے راستے کھول دیے ہیں جو کسی وجہ سے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ مثلاً دیہی علاقوں یا پسماندہ بستیوں کی وہ خواتین جو روایتی تعلیمی اداروں تک رسائی نہیں رکھتیں، وہ بھی موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے بڑے تعلیمی اداروں کے لیکچرز



سن سکتی ہیں۔ یہ سہولت نہ صرف خواتین کو تعلیم کے قابل بناتی ہے بلکہ انہیں سماجی طور پر بھی بااختیار بناتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ موجودہ دور میں تعلیم محض اداروں تک محدود نہیں بلکہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے ہر فرد کی دسترس میں ہے۔<sup>4</sup>

ماضی بمقابلہ حال:

تعلیم نے خواتین کو معاشی طور پر بھی مضبوط بنایا ہے۔ ماضی میں عورت کا کردار عموماً گھریلو کاموں تک محدود سمجھا جاتا تھا لیکن آج تعلیم یافتہ خواتین مختلف پیشوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوار ہی ہیں۔ وہ ڈاکٹر، انجینئر، استاد، وکیل، محقق اور سائنس دان کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی خواتین کاروبار، سیاست اور انتظامی امور میں بھی نمایاں مقام حاصل کر رہی ہیں۔ یہ صورتحال اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تعلیم نے عورت کو معاشی خود مختاری کے ساتھ ساتھ سماجی عزت و وقار بھی عطا کیا ہے۔ ایک عورت جب معاشی طور پر خود مختار ہوتی ہے تو وہ اپنے بچوں کی بہتر پرورش کر سکتی ہے، اپنے گھرانے کی مالی مشکلات کو کم کر سکتی ہے اور سماج میں با اعتماد انداز میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ یوں خواتین کی تعلیم کا اثر محض فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے خاندان اور معاشرے پر پڑتا ہے۔<sup>5</sup>

بنیادی چیلنجز اور رکاوٹیں:

تاہم اس مثبت پہلو کے باوجود کئی چیلنجز بھی موجود ہیں۔ خواتین کی تعلیم میں سب سے بڑی رکاوٹ بعض معاشرتی رویے ہیں جو عورت کو ابھی بھی صرف گھریلو دائرے تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ دیہی اور پسماندہ علاقوں میں آج بھی بچیوں کو تعلیم کے مواقع کم فراہم کیے جاتے ہیں، یا انہیں جلدی شادی کے نام پر تعلیم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض تعلیمی اداروں میں سہولیات کی کمی، محفوظ ماحول کی عدم فراہمی اور معاشی مسائل بھی خواتین کی تعلیم میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ ان تمام رکاوٹوں کے باوجود تعلیم کی اہمیت اور خواتین کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اس بات کا عندیہ دیتی ہے کہ مستقبل میں خواتین کا کردار مزید نمایاں ہو گا۔<sup>6</sup>

<sup>4</sup> Rahman, R., Asadi, F., Ghory, R., Popalzay, S., & Quraishi, T. (2025). *The Impact of Modern Technologies on Women's Empowerment: A Case Study of Online University*. Journal of Electrical and Computer Experiences, 3(1), 1–10

<sup>5</sup> ڈاکٹر محمود احمد غازی — خطبات اسلام، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۵۱

<sup>6</sup> مولانا وحید الدین خان — عورت: ایک مطالعہ، ادارہ اسلامیات، نئی دہلی، ۲۰۱۲ء، ص: ۷۶

## نصاب اور تعلیمی فلسفہ کے مسائل:

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جدید دور میں خواتین کی تعلیم صرف دنیاوی علوم تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس میں دینی اور اخلاقی تربیت کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔ اگر تعلیم عورت کو صرف معاشی ترقی تک لے جائے اور اس کے اخلاقی و روحانی پہلو کو نظر انداز کر دے تو یہ تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ ایک عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی تعلیم کے ذریعے نہ صرف معاشی طور پر خود کو مضبوط بنائے بلکہ اپنے کردار اور اخلاق میں بھی پختگی پیدا کرے تاکہ وہ اپنی نسل کو بہتر انداز میں پروان چڑھا سکے۔ یہی وہ پہلو ہے جو ایک باشعور اور تعلیم یافتہ ماں کو ایک ناواقف ماں سے ممتاز کرتا ہے۔ تعلیم سے مزین ماں اپنی اولاد کو نہ صرف دنیاوی کامیابی کی طرف رہنمائی دیتی ہے بلکہ انہیں ایک صالح اور نیک انسان بھی بناتی ہے۔ موجودہ دور میں جب ہم تعلیمی نظام کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس کی بنیادیں زیادہ تر مغربی افکار و نظریات پر قائم ہیں۔ جدید تعلیم نے بلاشبہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے انسانی زندگی کو سہولتوں سے مزین کیا ہے لیکن اس کے پس منظر میں کارفرما فلسفہ زیادہ تر مادی تصورات پر استوار ہے۔ مغرب نے علم کو مذہب سے جدا کر دیا اور تعلیم کو محض مادی ترقی اور معاشی دوڑ دھوپ کا ذریعہ بنا دیا۔ یہی سوچ مسلم معاشروں میں بھی سرایت کر گئی، جس کے باعث ہمارے نصابِ تعلیم میں وہ توازن باقی نہ رہا جو اسلام نے متعین کیا تھا۔ اسلام کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف معاشی فوائد حاصل کرنا یا دنیاوی ترقی نہیں بلکہ انسان کی شخصیت کی ہمہ جہت تعمیر، کردار سازی، روحانی بالیدگی اور معاشرتی خدمت ہے۔ جب نصاب سے یہ پہلو ختم ہو جائیں تو تعلیم اپنے اصل مقاصد سے انحراف کر دیتی ہے۔ خواتین کی تعلیم کے حوالے سے یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ عورت کی تعلیم براہِ راست آئندہ نسلوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ایک ایسی عورت جو صرف مغربی افکار اور مادہ پرستی کی سوچ کے زیر اثر پروان چڑھے تعلیمی نظام سے وابستہ ہو، وہ اپنے بچوں کی تربیت میں بھی انہی رجحانات کو منتقل کرے گی۔ جب نصابِ تعلیم میں مذہب اور اخلاقی اقدار کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے تو طلبہ و طالبات کی شخصیت میں ایک خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بظاہر تعلیم یافتہ تو ہوتے ہیں لیکن ان کی عملی زندگی میں دینی شعور، اخلاقی وقار اور روحانی تربیت ناپید ہوتی ہے۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں معاشرے میں کردار کی کمزوری، خاندانی نظام کی زبوں حالی اور اخلاقی بے راہ روی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ موجودہ نصاب نے تعلیم کو محض معاشی ترقی کے لیے ایک ذریعہ بنا دیا ہے۔ نصاب میں مضامین کی اکثریت سائنسی و معاشی پہلوؤں پر مرکوز ہے جبکہ دینی تعلیم اور اخلاقی اقدار کے مضامین محدود، سطحی اور اکثر غیر مؤثر انداز میں شامل کیے جاتے ہیں۔ نتیجتاً خواتین کی ایک بڑی تعداد اپنی عملی زندگی میں دین و دنیا کے امتزاج کو نظر انداز کرنے لگتی ہے۔ ان کی سوچ زیادہ تر مادہ پرستانہ ہو جاتی ہے جس میں



دولت کمانا، شہرت حاصل کرنا اور ذاتی ترقی کو ہی سب کچھ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام جس عورت کو خاندان کی معمار اور نسلوں کی معلمہ قرار دیتا ہے، وہ اپنے اس بنیادی کردار سے کشتی جارہی ہے۔ یہ خلا معاشرے کی بنیادوں کو متزلزل کرتا ہے کیونکہ خاندان کی سطح پر دین اور اخلاقی اقدار کی تربیت ہی اصل سماجی ڈھانچے کو قائم رکھتی ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام کے اثرات خواتین کی کردار سازی پر بھی گہرے ہیں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیاں بظاہر دنیاوی علوم میں ترقی کرتی ہیں لیکن اکثر ان کی روحانی و اخلاقی تربیت نظر انداز ہو جاتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ کردار کی اصلاح اور روح کی بالیدگی کو بھی تعلیم کا جزو لاینفک بنایا جائے۔ جب یہ پہلو شامل نہ ہو تو ایک طالبہ محض ایک ماہر پروفیشنل تو بن جاتی ہے لیکن ایک نیک ماں، باشعور بیٹی یا ذمہ دار شریک حیات نہیں بن پاتی۔ یوں معاشرتی توازن بگڑتا ہے اور عورت کی تعلیم وہ مثبت نتائج فراہم نہیں کر پاتی جو اسلام کے پیش نظر تھے۔<sup>7</sup>

### اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی نقطہ نظریہ ہے کہ نصاب میں دین و دنیا دونوں کا امتزاج ہونا چاہیے۔ اسلام کسی بھی دنیاوی علم یا سائنس و ٹیکنالوجی کا مخالف نہیں بلکہ اسے انسانی ترقی کا ذریعہ قرار دیتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ان علوم کو اخلاقی اقدار اور الہی ہدایات کے تابع رکھا جائے۔ جب موجودہ تعلیمی نظام اس توازن کو نظر انداز کرتا ہے اور محض معاشی فوائد کو بنیادی ہدف بنالیتا ہے تو اس کے نتیجے میں خواتین کی تعلیم و تربیت میں وہ خلا پیدا ہوتا ہے جس کا نقصان صرف عورت تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ عورت جب خود روحانی و اخلاقی تربیت سے محروم ہو تو وہ اپنے بچوں کو بھی انہی قدروں سے دور رکھتی ہے، یوں ایک نئی نسل دین اور اخلاق سے بیگانہ ہو کر پروان چڑھتی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ نصاب تعلیم کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اس میں اسلامی تعلیمات کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ نصاب میں ایسے مضامین شامل کیے جائیں جو نہ صرف علمی و سائنسی ترقی کو فروغ دیں بلکہ طلبہ و طالبات کی کردار سازی اور روحانی تربیت کو بھی مضبوط کریں۔ خواتین کی تعلیم میں یہ پہلو خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ایک عورت ہی آنے والی نسلوں کی پہلی معلمہ ہے۔ اگر اس کی تعلیم و تربیت صرف مادہ پرستی اور سیکولر سوچ تک محدود ہوگی تو نئی نسلیں بھی انہی رجحانات کے ساتھ پروان چڑھیں گی، لیکن اگر نصاب میں دین و دنیا کا امتزاج ہوگا تو ایک ایسی متوازن اور باکردار نسل تیار ہوگی جو دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب

<sup>7</sup> ڈاکٹر اسرار احمد — خواتین کی تعلیم و تربیت اسلامی تناظر میں، مرکز تحقیق و افکار اسلامی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۶۔

ہو سکے گی۔ اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کا مقصد محض معاشی ترقی یا پیشہ ورانہ مہارت نہیں بلکہ انسان کی شخصیت کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔<sup>8</sup> قرآن کریم میں بار بار غور و فکر، تدبر اور عقل کے استعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔ تعلیم کو خیر، روشنی اور نجات کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے جبکہ جہالت کو اندھیرا، گمراہی اور تباہی کہا گیا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی وحی "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" <sup>9</sup> اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ علم کا اصل مقصد بندے کو اپنے رب کی معرفت دینا ہے اور اسی معرفت کے ذریعے بندہ اپنی زندگی کا صحیح رخ متعین کر سکتا ہے۔ چنانچہ علم کو محض دنیاوی ضروریات کے ساتھ جوڑ دینا اس کی اصل روح سے انحراف کے مترادف ہے۔ اسلام میں تعلیم کو انسان کی فلاح اور اخروی نجات کا بنیادی وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَتْلُمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَتْلُمُونَ" <sup>10</sup>۔ یہ واضح اعلان ہے کہ اہل علم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح فرمایا: "إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" <sup>11</sup>۔ یعنی اللہ سے حقیقی ڈرنے والے صرف اہل علم ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا مقصد محض معاشی ترقی نہیں بلکہ اللہ کی معرفت اور تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ اس زاویے سے تعلیم انسان کو نہ صرف بلند مرتبہ عطا کرتی ہے بلکہ اس کے اندر وہ شعور اور بصیرت پیدا کرتی ہے جس کے ذریعے وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی تعلیم کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" یعنی علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "

"مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" <sup>12</sup>۔

یعنی جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

یہ تعلیمات ظاہر کرتی ہیں کہ علم اسلام میں محض دنیاوی ترقی کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک بنیادی فریضہ اور نجات کا وسیلہ ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خواتین نے تعلیم کے میدان میں ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حدیث، فقہ اور طب میں غیر معمولی مہارت حاصل تھی اور بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت حفصہ

<sup>8</sup> ڈاکٹر سید سلیمان ندوی — خواتین اسلام، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۱۳

<sup>9</sup> -العلق ۹۶: ۱

<sup>10</sup> -الزمر ۳۹: ۸

<sup>11</sup> الفاطر ۳۵: ۲۸

<sup>12</sup> -سنن ترمذی/کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث: ۲۶۴۶

رضی اللہ عنہا قرآن کی حافظہ تھیں اور ان کے پاس وہ نسخہ موجود تھا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا گیا۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ کو رسول اللہ ﷺ نے کتابت سکھانے کی اجازت دی اور وہ عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا کرتی تھیں۔ اسی طرح ام درداء کبریٰ اور فاطمہ بنت محمد الفسری جیسی خواتین نے علمی مراکز اور یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی۔<sup>13</sup> یہ تاریخی مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ اسلام نے خواتین کو تعلیم و تعلم کے میدان میں نہ صرف اجازت دی بلکہ بھرپور حوصلہ افزائی بھی کی۔ اسلامی تصور تعلیم توازن اور کردار سازی پر مبنی ہے۔ اس میں دینی و دنیاوی علوم کو یکجا کر کے انسان کو ایک صالح فرد اور معاشرے کا نفع بخش رکن بنایا جاتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ ایک فرد چاہے مرد ہو یا عورت، وہ اپنے کردار، اخلاق اور عملی زندگی میں ایسے اصول اپنائے جو اسے آخرت کی کامیابی اور دنیاوی ترقی دونوں عطا کریں۔

اس کے برعکس مغربی تصور تعلیم زیادہ تر مادہ پرستی، سیکولرزم اور انفرادی آزادی پر مبنی ہے۔ اس میں مذہب کو ذاتی معاملہ قرار دے کر تعلیم سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں جب خواتین کی تعلیم مغربی خطوط پر استوار کی جا رہی ہے تو اس میں کردار سازی اور روحانی تربیت کا عنصر کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام میں ایک بڑا خلاء یہ ہے کہ اس میں خواتین کو محض پیشہ ورانہ مہارت اور معاشی خود مختاری کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ بظاہر مثبت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی شعور اور اخلاقی اقدار سے دوری ایک بڑا نقصان ہے۔ نتیجتاً خواتین کی تعلیم و تربیت میں وہ توازن باقی نہیں رہا جو اسلام نے متعین کیا تھا۔ اگر ایک عورت صرف معاشی فائدے کو مقصد بنائے اور اپنی دینی و اخلاقی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دے تو نہ صرف خاندان بلکہ پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔<sup>14</sup>

اسلام چاہتا ہے کہ عورت ایک ماں، بیٹی، بہن اور شریک حیات کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرے اور یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب اس کی تعلیم و تربیت متوازن اور جامع ہو۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کی تعلیم کو اسلامی تناظر میں از سر نو ترتیب دیا جائے۔ نصاب میں دینی و دنیاوی علوم کو یکجا کر کے ایسا نظام وضع کیا جائے جس میں نہ صرف معاشی ترقی بلکہ اخلاقی تربیت اور روحانی ارتقاء بھی شامل ہو۔ اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں قرآن و حدیث کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ خواتین اپنی عملی زندگی میں اسلام کی رہنمائی کے مطابق فیصلے کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی

<sup>13</sup> ڈاکٹر محمد طاہر القادری — اسلامی نظام تربیت، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص: ۴۵

<sup>14</sup> پروفیسر خورشید احمد — اسلامی تعلیم اور تربیت، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۶ء، ص: ۸۹

کی تعلیم بھی ضروری ہے تاکہ خواتین عصر حاضر کی ترقی سے ہم آہنگ رہ سکیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کی تعلیم کے اس توازن کو بحال کرنا نہ صرف انفرادی سطح پر ضروری ہے بلکہ معاشرتی اور قومی سطح پر بھی یہ ایک اہم تقاضا ہے۔

"ایک تعلیم یافتہ عورت محض اپنے خاندان کے لیے نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اگر وہ دینی شعور اور دنیاوی مہارت دونوں کو یکجا کرے تو ایک بہترین معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ یہی اسلام کا اصل پیغام اور اسلامی تصورِ تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔" <sup>15</sup>

### پاکستان کے مخصوص نکات:

پاکستان میں خواتین کی تعلیم کا مسئلہ ایک نہایت اہم اور حساس موضوع ہے جس کے دو بالکل مختلف پہلو ہیں۔ شہری علاقوں میں خواتین کو جدید تعلیم کے زیادہ مواقع حاصل ہیں۔ بڑے شہروں میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کثرت نے لڑکیوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھول دیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کی خواتین ڈاکٹری، انجینئرنگ، تدریس، صحافت، وکالت، اور دیگر پیشہ ورانہ شعبوں میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ شہری تعلیم یافتہ طبقہ مغربی تہذیبی اثرات سے خاصا متاثر ہے۔ مغربی افکار اور طرز زندگی نے خواتین کے ذہنی و عملی رجحانات کو متاثر کیا ہے اور ان کے اندر مادہ پرستی اور انفرادی آزادی کی سوچ پروان چڑھ رہی ہے۔ یہ رجحان بعض اوقات اسلامی اقدار اور روایتی مشرقی تہذیب سے متصادم دکھائی دیتا ہے، جس سے معاشرتی توازن کو چیلنج درپیش ہے۔ دوسری طرف دیہی علاقوں کی صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں غربت، وسائل کی کمی، دقیاوسی رسومات اور قدامت پسند سوچ کے باعث لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد تعلیم سے محروم رہ جاتی ہے۔ اکثر دیہات میں نہ اسکولوں کی مناسب سہولت میسر ہے اور نہ ہی تعلیم یافتہ اساتذہ دستیاب ہیں۔ اگر اسکول قائم بھی ہوں تو والدین غربت یا ثقافتی دباؤ کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کو زیادہ عرصہ تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ شادی کی عمر قریب آنے پر اکثر والدین تعلیم کا سلسلہ ختم کر دیتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک لڑکی کی اصل ذمہ داری گھریلو امور اور ازدواجی زندگی ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات دیہی خواتین کو طویل فاصلہ طے کر کے اسکول جانا پڑتا ہے جو والدین کو غیر محفوظ معلوم ہوتا ہے، لہذا وہ اپنی بیٹیوں کو تعلیم سے روک دیتے ہیں۔ یہ حقیقت اپنی جگہ

<sup>15</sup>۔ پروفیسر انوار الحق — خواتین کی تعلیم اسلامی نقطہ نظر سے، بزم اقبال، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۸

درست ہے کہ جدید تعلیم نے خواتین کے لیے زیادہ مواقع پیدا کیے ہیں۔ آج پاکستان میں خواتین اعلیٰ تعلیم کے بعد مختلف پیشہ ورانہ شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ڈاکٹری میں خواتین کی ایک بڑی تعداد معاشرے کی خدمت کر رہی ہے اور مریضوں کے علاج و معالجے میں ان کا کردار نمایاں ہے۔ اسی طرح تدریس کے شعبے میں بھی خواتین کی شمولیت زیادہ ہے، جس سے آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت میں مدد مل رہی ہے۔

صحافت اور میڈیا میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شرکت نے معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ سب کچھ تعلیم ہی کا نتیجہ ہے کہ خواتین نے اپنے وجود کو معاشرے میں ایک فعال اور مؤثر رکن کے طور پر منوایا ہے۔<sup>16</sup>

### خواتین کی تعلیم کے مثبت اثرات:

پاکستانی معاشرے میں خواتین کی تعلیم کے مثبت اثرات نمایاں ہیں۔ تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف اپنی ذاتی زندگی بہتر بنا رہی ہیں بلکہ اپنے خاندان اور معاشرے کی ترقی میں بھی کردار ادا کر رہی ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ ماں اپنے بچوں کی بہتر تربیت کر سکتی ہے، ان میں دینی و دنیاوی شعور پیدا کر سکتی ہے اور انہیں ایک اچھا انسان بنا سکتی ہے۔ اسی طرح تعلیم یافتہ بیٹیاں اور بہنیں اپنے خاندان کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ تعلیم نے خواتین کو اپنے حقوق و فرائض سے زیادہ آگاہ کر دیا ہے اور وہ معاشرتی نا انصافیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے قابل ہو گئی ہیں۔ جدید دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تعلیم کا مقصد محض معاشی ترقی اور پیشہ ورانہ مہارت حاصل کرنا رہ گیا ہے جبکہ دینی و اخلاقی تربیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہی کمی خواتین کی کردار سازی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہو رہی ہے۔ ایک طرف خواتین کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع مل رہے ہیں لیکن دوسری طرف ان کے ذہن و دل کو اس تعلیم سے وہ روشنی اور سکون میسر نہیں آ رہا جو اسلامی تعلیمات کا خاصہ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج کی تعلیم یافتہ خواتین معاشی میدان میں تو آگے بڑھ رہی ہیں لیکن خاندانی نظام، اخلاقی اقدار اور روحانی سکون کے اعتبار سے مشکلات کا شکار ہیں۔ یہ خلا اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم تعلیم کو صرف دنیاوی ترقی کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ اسے کردار سازی اور آخرت کی کامیابی کا وسیلہ بنائیں۔ جب تک نصاب اور تعلیمی ماحول کو اسلامی سانچے میں ڈھالا نہیں جائے گا تب تک خواتین کی تعلیم و تربیت ادھوری رہے گی اور وہ اپنی اصل منزل کو حاصل نہیں کر سکیں گی۔

### مخلوط اور مغربی نظام کا منفی اثر:

Islamization of Knowledge. Herndon, VA: International Institute of Islamic <sup>16</sup> Ismail Raji al-Faruqi.

Thought (IIIT), 1982.

مخلوط تعلیمی ادارے خواتین کی تربیت کے حوالے سے ایک بڑا چیلنج ہیں۔ بظاہر ان اداروں میں اعلیٰ تعلیم فراہم کی جاتی ہے لیکن اس کے اثرات خواتین کے کردار پر منفی انداز میں مرتب ہوتے ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ہی ماحول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جس سے ان کے اخلاق اور عادات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ پردے اور حیا کی اسلامی قدریں کمزور پڑنے لگتی ہیں، رشتوں میں پاکیزگی اور حدود و قیود کی اہمیت ختم ہونے لگتی ہے۔ اس کا براہ راست اثر شادی شدہ زندگی پر بھی پڑتا ہے کیونکہ ایسی تعلیم یافتہ خواتین اکثر اسلامی اصولوں کے مطابق گھریلو زندگی گزارنے میں مشکلات محسوس کرتی ہیں۔ مخلوط نظام تعلیم صرف ایک تعلیمی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سماجی اور اخلاقی مسئلہ بھی ہے جس نے ہمارے معاشرے میں بے شمار بگاڑ پیدا کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مرد و عورت کے لیے علیحدہ تعلیم اور ماحول کو ترجیح دی تاکہ فطری حدود کی پاسداری ہو سکے اور معاشرہ بے راہ روی سے محفوظ رہے۔ اسی طرح مغربی نظریات پر مبنی نصاب بھی خواتین کی کردار سازی کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے۔ ہمارے نصاب میں ایسے مضامین اور تصورات شامل کر دیے گئے ہیں جو نوجوان نسل کو مادہ پرستی، انفرادیت اور آزاد خیالی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ تعلیم کے نام پر انہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ کامیابی کا مطلب زیادہ سے زیادہ مال و دولت، شہرت اور دنیاوی سہولتوں کا حصول ہے، جبکہ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق کامیابی کا اصل معیار اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح ہے۔ یہ نصاب خواتین کے ذہنوں میں یہ سوچ پیدا کرتا ہے کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے اور زندگی کے بڑے فیصلوں میں اس کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔<sup>17</sup>

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ خواتین بظاہر ترقی یافتہ نظر آتی ہیں لیکن ان کی زندگیوں میں دینی اصولوں کی کمی واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اسلامی نصاب کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ خواتین کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوں، لیکن جب نصاب ہی مغربی نظریات پر مبنی ہو تو پھر اسلامی اقدار سے دوری ناگزیر ہو جاتی ہے۔

### میڈیا کے منفی اثرات:

میڈیا کے منفی اثرات بھی خواتین کی تعلیم و تربیت میں ایک بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ جدید میڈیا نے جہاں معلومات کی فراہمی آسان کی ہے وہاں اس نے بے حیائی، فحاشی اور مغربی ثقافت کو بھی عام کر دیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں پڑھنے

Beyond the Veil: Male-Female Dynamics in Modern Muslim Society. London: Saqi <sup>17</sup> Fatima Mernissi  
Books, 2011. (First published 1975.)



والی بچیاں جب میڈیا کے منفی رجحانات سے متاثر ہوتی ہیں تو ان کے کردار میں کمزوری اور غیر سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ڈرامے، فلمیں اور اشتہارات ایسی اقدار کو فروغ دیتے ہیں جو اسلامی معاشرت کے بالکل برعکس ہیں۔ عورت کی کامیابی کو اس کی ظاہری خوبصورتی، آزادی اور مغربی انداز زندگی سے جوڑ دیا گیا ہے۔ یہی سوچ تعلیم یافتہ خواتین میں بھی رچ بس جاتی ہے اور وہ اپنی اصل حیثیت یعنی خاندان کی معمار اور معاشرت کی بنیاد بننے کی بجائے مادہ پرستی اور خود غرضی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے روپ میں عزت و وقار عطا کیا ہے لیکن میڈیا کے منفی اثرات نے اس مقام کو مجروح کیا ہے۔ اس کا حل صرف یہی ہے کہ میڈیا کو مثبت انداز میں استعمال کیا جائے اور تعلیم یافتہ خواتین کو یہ شعور دیا جائے کہ میڈیا پر پیش کی جانے والی اقدار دراصل ایک مخصوص ایجنڈے کا حصہ ہیں، جو ہماری دینی اور اخلاقی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لیے پھیلائے جا رہے ہیں۔

#### خاندانی نظام اور معاشرتی روایات:

خاندانی نظام اور معاشرتی روایات پر بھی جدید تعلیمی نظام اور اس کے اثرات نے دباؤ بڑھا دیا ہے۔ اسلامی معاشرت کی اصل بنیاد مضبوط خاندانی ڈھانچہ ہے لیکن جب خواتین کی تربیت میں دینی اصول کمزور ہو جائیں تو یہ ڈھانچہ متزلزل ہونے لگتا ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین اکثر اپنی تعلیم اور پیشے کو خاندان پر ترجیح دیتی ہیں اور اس طرح گھریلو زندگی متاثر ہوتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے تعلقات میں توازن برقرار نہیں رہتا اور بچوں کی تربیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشروں میں جہاں عورت کو مکمل آزادی دی گئی ہے وہاں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ طلاق کی شرح بڑھ گئی ہے، والدین اور بچوں کے تعلقات کمزور ہو گئے ہیں اور معاشرہ بے سکونی کا شکار ہے۔ اگر ہم بھی اپنی تعلیم و تربیت کو اسلامی اصولوں کے مطابق نہ ڈھالیں تو یہی مسائل ہمارے معاشرے میں بھی بڑھتے جائیں گے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کو تعلیم دینا لازم ہے لیکن اس تعلیم کا مقصد اسے ایک صالح بیوی، نیک ماں اور معاشرے کی نفع بخش رکن بنانا ہونا چاہیے تاکہ خاندانی نظام مضبوط ہو اور معاشرہ ترقی کرے۔<sup>18</sup>

Islamabad Institute of Policy -Women Education in Pakistan: Problems and Prospects<sup>18</sup> .Riffat Hussain

## مسائل کا حل:

ان مسائل کے حل کے لیے سب سے پہلا قدم نصاب کی اصلاح ہے۔ نصاب میں ایسے مضامین اور تصورات شامل کیے جائیں جو نہ صرف جدید علوم فراہم کریں بلکہ دینی شعور، اخلاقی اقدار اور اسلامی معاشرتی اصولوں کو بھی اجاگر کریں۔ تعلیمی اداروں کا ماحول اسلامی خطوط پر استوار ہونا چاہیے تاکہ خواتین کو پردہ، حیا، سچائی اور امانت جیسے اوصاف کی عملی تربیت ملے۔ خواتین اساتذہ کی تیاری بھی نہایت اہم ہے کیونکہ بچیوں کے لیے سب سے زیادہ مؤثر تربیت کرنے والا عنصر ان کی استاد ہوتی ہے۔ اگر استاد خود دینی اور اخلاقی اقدار کی حامل ہو تو اس کا اثر براہ راست طالبات کے کردار پر پڑے گا۔ اسی طرح الگ تعلیمی اداروں کا قیام بھی وقت کی ضرورت ہے تاکہ خواتین کو بغیر کسی دباؤ اور غیر اسلامی اثر کے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے۔ والدین کے رویوں میں تبدیلی بھی خواتین کی تعلیم و تربیت میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ والدین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ بچیوں کی تعلیم صرف ڈگری حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کی شخصیت سازی کے لیے ہے۔ اگر والدین خود دینی اقدار پر عمل پیرا ہوں تو بچے اور بچیاں بھی ان کی پیروی کریں گے۔ میڈیا کے مثبت استعمال کی بھی ضرورت ہے۔ اگر میڈیا کو تعلیم، اخلاقی تربیت اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی طرح معاشی رکاوٹوں کو دور کر کے غریب اور متوسط طبقے کی بچیوں کو بھی تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم حاصل کر سکیں۔ خواتین کی تعلیم صرف ان کا حق نہیں بلکہ ایک ذمہ داری بھی ہے جو اسلام نے واضح طور پر بیان کی ہے۔ احادیث میں علم کے حصول کو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خواتین کو تعلیم دینا محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک شرعی حکم بھی ہے۔<sup>19</sup> لیکن یہ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو ان کے اخلاق اور کردار کو سنوارے، نہ کہ انہیں اسلامی اقدار سے دور کر دے۔ اگر ہم اپنے تعلیمی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال لیں تو خواتین اپنی اصل ذمہ داریوں کو بہتر انداز میں ادا کر سکیں گی اور معاشرہ بھی ایک صالح اور متوازن سمت میں آگے بڑھے گا۔ موجودہ دور کے مسائل کا واحد حل یہی ہے کہ نصاب میں دین و دنیا کا امتزاج کیا جائے، اداروں کا ماحول اسلامی بنایا جائے اور خواتین کی کردار سازی پر خصوصی توجہ دی جائے۔ جب تعلیم کا مقصد صرف معاشی ترقی نہ ہو بلکہ دینی و اخلاقی تربیت بھی ہو تو معاشرہ حقیقی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ یہی

<sup>19</sup> Human Rights Watch. Barriers to Education for Girls in Muslim-Majority Countries. New York: Human

Rights Watch, 2022

وہ راستہ ہے جو مسلمانوں کو دوبارہ علمی، اخلاقی اور روحانی ترقی کی طرف لے جاسکتا ہے۔ خواتین کو تعلیم کے ذریعے یہ شعور دیا جانا چاہیے کہ ان کی اصل کامیابی نہ صرف ڈاکٹر، انجینئر یا استاد بننے میں ہے بلکہ ایک نیک ماں، نیک بیوی اور دین دار خاتون بننے میں بھی ہے۔ یہی تصور اسلام کا اصل مقصد ہے اور اسی سے ایک مضبوط، خوشحال اور باوقار معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

## نتائج تحقیق

اس تحقیق کے نتائج سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت کی تعلیم کسی بھی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات عورت اور مرد دونوں کے لیے علم کے حصول کو لازم قرار دیتی ہیں اور تعلیم کے حق میں کسی امتیاز کی اجازت نہیں دیتیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ عورت خاندان کے استحکام، نسل نو کی تربیت اور معاشرتی اقدار کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے، جبکہ غیر متوازن تعلیمی نظام خواتین کی کردار سازی کو متاثر کرتا ہے۔ موجودہ دور میں تعلیم کا زیادہ تر جھکاؤ مادی اور معاشی مقاصد کی طرف ہے، جس کے باعث دینی اور اخلاقی پہلو کمزور ہو رہے ہیں۔ تحقیق یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ عورت کی تعلیم کا براہ راست اثر بچوں کی فکری اور اخلاقی نشوونما پر پڑتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے خواتین کے لیے تعلیمی مواقع میں اضافہ ضرور کیا ہے، تاہم اس کے ساتھ فکری اور اخلاقی توازن کی ضرورت بھی برقرار ہے۔ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ دین و دنیا کے امتزاج پر مبنی تعلیمی نظام خواتین کی ہمہ جہت تربیت کے لیے زیادہ مؤثر ہے۔ لہذا خواتین کی تعلیم کو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دینا ایک متوازن، باکردار اور مستحکم معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر ہے۔

## مصادر و مراجع

- 1۔ محمد اقبال، "تعلیم نسواں اور نئی نسل"، مقالات اقبال، (اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۹۸)، ص: ۱۲۴
- 2۔ یوسف القرضاوی، اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، ترجمہ: محمد اقبال کیلانی (لاہور: المکتبۃ التعاونیہ للدعوة والارشاد، 2005)، ص: 134-140
- 3۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ — خطبات بہاولپور، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۲۱
4. Rahman, R., Asadi, F., Ghory, R., Popalzay, S., & Quraishi, T. (2025). *The Impact of Modern Technologies on Women's Empowerment: A Case Study of Online University*. Journal of Electrical and Computer Experiences, 3(1), 1–10
- 5۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی — خطبات اسلام، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۵۱
- 6۔ مولانا وحید الدین خان — عورت: ایک مطالعہ، ادارہ اسلامیات، نئی دہلی، ۲۰۱۲ء، ص: ۷۶

- 7--ڈاکٹر اسرار احمد—خواتین کی تعلیم و تربیت اسلامی تناظر میں، مرکز تحقیق و افکار اسلامی، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۶
- 8--ڈاکٹر سید سلیمان ندوی—خواتین اسلام، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۱۳
- 9\_العلق ۹۶: ۱
- 10\_الزمر ۳۹: ۸
- 11\_الفاطر ۳۵: ۲۸
- 12--سنن ترمذی/کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث: ۲۶۴۶
- 13-ڈاکٹر محمد طاہر القادری—اسلامی نظام تربیت، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص: ۴۵
- 14-پروفیسر خورشید احمد—اسلامی تعلیم اور تربیت، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۶ء، ص: ۸۹
- 15-پروفیسر انوار الحق—خواتین کی تعلیم اسلامی نقطہ نظر سے، بزم اقبال، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۸

16. Ismail Raji al-Faruqi. Islamization of Knowledge. Herndon, VA: International Institute of Islamic Thought (IIIT), 1982.
17. Fatima Mernissi Beyond the Veil: Male-Female Dynamics in Modern Muslim Society. London: Saqi Books, 2011. (First published 1975.)
- 18..Riffat Hussain Women Education in Pakistan: Problems and Prospects -Islamabad Institute of Policy Studies ,2005-
19. Human Rights Watch. Barriers to Education for Girls in Muslim-Majority Countries. New York: Human Rights Watch, 2022

## References

1. Iqbal, M. (1998). *Ta'lim-e-Niswan aur nai nasal* [Women's education and the new generation]. In *Maqalat-e-Iqbal* (p. 124). Iqbal Academy Pakistan.
2. Al-Qaradawi, Y. (2005). *Islam mein aurat ka maqam o martabah* [The status and position of women in Islam] (M. I. Kailani, Trans.; pp. 134–140). Al-Maktabah al-Ta'awuniyyah lil-Da'wah wal-Irshad.
3. Hamidullah, M. (2008). *Khutbat-e-Bahawalpur* [Bahawalpur lectures] (p. 121). Idarah-e-Islamiyat.
4. Rahman, R., Asadi, F., Ghory, R., Popalzay, S., & Quraishi, T. (2025). The impact of modern technologies on women's empowerment: A case study of online university. *Journal of Electrical and Computer Experiences*, 3(1), 1–10.
5. Ghazi, M. A. (2010). *Khutbat-e-Islam* [Lectures on Islam] (p. 151). Idarah Ma'arif-e-Islami.
6. Khan, W. D. (2012). *Aurat: Aik mutala'ah* [Woman: A study] (p. 76). Idarah-e-Islamiyat.

7. Ahmad, I. (2005). *Khawateen ki taleem o tarbiyat: Islami tanazur mein* [Women's education and training in an Islamic perspective] (p. 56). Markaz-e-Tahqiq-o-Afkar-e-Islami.
8. Nadvi, S. S. (1998). *Khawateen-e-Islam* [Women of Islam] (p. 113). Maktabah Rahmaniyyah.
9. The Qur'an. (n.d.). *Surah Al- 'Alaq* (96:1).
10. The Qur'an. (n.d.). *Surah Az-Zumar* (39:8).
11. The Qur'an. (n.d.). *Surah Fatir* (35:28).
12. Al-Tirmidhi. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi*, Kitab al-'Ilm, Hadith No. 2646.
13. Qadri, M. T. (2011). *Islami nizam-e-tarbiyat* [Islamic system of education and training] (p. 45). Minhaj-ul-Quran Publications.
14. Ahmad, K. (1996). *Islami taleem aur tarbiyat* [Islamic education and training] (p. 89). Islamic Research Academy.
15. Haq, A. (2014). *Khawateen ki taleem: Islami nuqtah-e-nazar se* [Women's education from an Islamic perspective] (p. 18). Bazm-e-Iqbal.
16. Al-Faruqi, I. R. (1982). *Islamization of knowledge*. International Institute of Islamic Thought.
17. Mernissi, F. (2011). *Beyond the veil: Male-female dynamics in modern Muslim society*. Saqi Books. (Original work published 1975)
18. Hussain, R. (2005). *Women education in Pakistan: Problems and prospects*. Institute of Policy Studies.
19. Human Rights Watch. (2022). *Barriers to education for girls in Muslim-majority countries*. Human Rights Watch.